ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.5,Issue No.2(2023)
(July to September)

خطۂ سیالکوٹ میں اُردو حمد نگاری کی روایت

Tradition of Urdu Hamd Nagari in Sialkot Region

ڈاکٹر نصیر احمد اسد

پی ایچ۔ڈی اُردو، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

ڈاکٹر عبدالمنان چیمہ

پی ایچ۔ڈی علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

ڈاکٹر شہباز احمد

ایسوسی ایٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف لاہور، سب کیمپس سرگودھا

Dr. Naseer Ahmad Asad

PhD Urdu, University of Sargodha,Sargodha

Dr. Abdul Manan Cheema

PhD Islamic Studies, University of Sargodha ,Sargodha

Dr. Shahbaz Ahmad

Associate Professor of Education, University of Lahore, Sub Campus Sargodha

Abstract:

Allah Almighty is the creator and owner of the entire universe. Every object of universe expresses dignity of God in its own style. Praise of God Almighty is an essential part of every believer's faith. Hamd Nagari is a style of poetic expression in Urdu literature that praises and glorifies the attributes of the Divine. Hamd Poetry is a significant part of Urdu literature. In hamdia poetry, the poet glorifies Allah in his poetic verses. The Universe and its objects is a mirror of the high symptoms of Allah. The tradition of Hamd Nagari involves poets composing verses in praise of Allah, the Prophet Muhammad (SAW), or spiritual themes. These poems are characterized by their devotion, eloquence, and use of intricate metaphors and linguistic beauty to express reverence. Sialkot, being a historical center of art and literature in Pakistan, has nurtured many poets and artists who have contributed to the development and preservation of Urdu poetry, including the Hamd Nagari tradition.

Keywords: Allah Almighty, Hamd Nagari,Tradition, Prophet Muhammad,Sialkot, analytical

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ خدا کی ذاتِ اقدس بنی نوع انسان کے ہر درد کی درماں ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کی تعریف و توصیف کرنا ایک مومن کے ایمان کا لازمی جز ہے۔ اردو میں حمد ایسے اشعار کے لئے خاص ہے جو خدائے بزرگ و برتر کی شان ممدوحہ میں کہے گئے ہوں۔ رب کائنات کی مدح و ثنا قرآن مجید میں جابجا ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ خدائے وحدہ لاشریک کے اوصاف و کمالات منفرد و مخصوص ہیں۔ ربِّ جلیل کے اوصافِ حمیدہ اور وحدانیت کا اقرار و تذکرہ عین عبادت ہے۔

حمد گوئی کی روایت دنیا کے ہر قدیم تہذیب وادب میں پائی جاتی ہے۔ ربِّ کائنات کی حمد و تحسین دنیا کی ہر زبان میں کی گئی ہے۔ خدا کی ذاتِ اقدس پر جس تنوع کے ساتھ اردو ادب میں لکھا گیا ہے وہ قابلِ داد ہے۔ اردو زبان میں حمد نگاری کی روایت کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ اردو شعرا نے حمد گوئی میں اپنے جوہر دکھا کر عشق الٰہی سے اپنا ایمان منور کیا ہے۔ برصغیر پاک وہند کے خطوں میں اردو کے بڑے بڑے حمد گو شاعر پیدا ہوئے اور حمد نگاری میں نام پیدا کیا۔ حمد گوئی کے لحاظ سے سیالکوٹ اہم ترین خطوں میں شمار ہوتا ہے۔ پیش نظر مقالہ میں خطہء سیالکوٹ میں اردو حمد نگاری کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مولوی فیروز الدین ڈسکوی قادر الکلام شاعر تھے اور شاعری کو اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے استعمال کیا۔ ان کے تبلیغی جذبے نے ان کو حمد و نعت گوئی کی طرف ہی مائل رکھا۔ انہوں نے گل وبلبل، شراب وشباب اور شمع وشب کے تذکروں سے اپنے قلم کو آلودہ نہیں کیا بلکہ حمد و نعت قرآن اور اسلام کی عظمت بیان کرنے کا حق ادا کیا۔ مولوی صاحب صرف عالمِ دین ہی نہ تھے بلکہ صاحب عشق بھی تھے۔ ان کا محبوب شاعروں کا روایتی محبوب نہیں جو اپنے چاہنے والوں کو ذلت سے آشنا کرتا ہے۔ ان کا محبوب وہ ہے جو اپنے چاہنے والوں کو دنیاوی محبوب سے بے نیاز بلکہ بیزار کر دیتا ہے۔ مولوی فیروز الدین نے کم وبیش اپنی پچاس فیصد تصانیف کا آغاز منظوم حمد سے کیا ہے۔ "پیارے نبیؐ کے پیارے حالات" کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے۔

سب سے پہلے خدا کی حمد و ثنا
جس نے سارا جہاں کیا پیدا
مہر و ماہ اور سارے ارض و سما
اک نمونہ ہے اس کی قدرت کا(۱)

جہاں انھوں نے اللہ جل شانہ کی صفات کے نغمے گائے ہیں وہاں مناجات کے ذریعے التجائیں بھی کی ہیں۔

ہم مانگتے ہیں تجھ سے شب و روز یہ دعا
اس کے سوا کوئی التجا نہیں
اپنے رسولؐ کی ہمیں راہ پر چلائیو
گم ہو گیا جو راہِ نبیؐ پر چلا نہیں(۲)

داغ دہلوی کے شاگرد اور اقبال کے ہم عصر شجر طہرانی غزل گوئی کے ساتھ ساتھ حمد گوئی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ دیگر اصناف کے ساتھ ساتھ حمد گوئی ان کا پسندیدہ موضوع تھا۔ خدائے واحد کے حضور شجر نے اپنی شاعری میں متعدد بار نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ 'جہاں گرد' شعری مجموعے کو نو عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔ توحید و رسالت کے عنوان کے تحت متعدد قطعات 'جہاں گرد' میں موجود ہیں۔ توحید باری تعالیٰ کے حوالے سے ایک قطعہ ملاحظہ ہو:

ورد زباں ہے ذکر ترا گفتگو تری
تسکینِ قلب یاد آرزو تری
مقصود چشم تیرا تصور ترا جمال

پیش نظر ہے راہ تیری جستجو تیری(۳)

شجر ایک صوفی شاعر نہیں ہیں تصوف ان کے ہاں اجنبیت اور بیگانگی کے ساتھ نہیں آتا۔ ان کی شخصیت میں استغنا اور دنیاوی شان و شوکت اور دولت سے اجتناب اور بے پرواہی کی وجہ سے صوفیانہ کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ ان کے خیالات صوفیانہ تھے۔ شجر کے ہاں فنا و اجر کے عقیدے 'عزتِ نفس اور استغنا جیسے خیالات بکثرت ملتے ہیں۔ انہیں ذرے ذرے میں خدا کا حسن نظر آتا ہے۔ شجر کی شاعری میں دنیا اور درد و غم سے بیزاری کا احساس ہوتا ہے۔ شجر نے حیات کی ناپائیداری 'زندگی کے غم فقر و استغنا اور وحدت الوجود کے مضامین جگہ جگہ اپنے اشعار میں پیش کئے ہیں۔

تو ہے کہ تیرا حسن ہے دیکھا جدھر جدھر
اور ڈھونڈتے ہیں لوگ نہ جانیں کدھر کدھر
ہر اِک تری رہ تری رہ ہر نقش پا ہے نقش پا تیرا
کیا طوافِ حرم ہم نے تیری منزل کے دھوکے
میں(۴)

مولانا ظفر علی خان کی شاعری میں متعدد حمدیہ اشعار دیکھے جاسکتے ہیں۔ حمد و نعت ان کا محبوب موضوع ہے۔ حمد 'نعت اور تاریخِ اسلام کے روشن ماضی کے اخلاق آموز واقعات کا بیان ان کی شاعری کا مرکزی موضوع ہے جہاں ان کا قلم عقیدت و محبت کی پنہائیوں میں ڈوب کر گوہر آبدار تلاش کرتا ہے اور عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے پیش کرتا ہے۔ ظفر علی خان نے حمد و نعت میں متقدمین کی روایت کو بڑے جذبہ و شوق 'فکر و احساس کے علاوہ اپنے پر شکوہ لہجے اور دلآویز انداز میں آگے بڑھایا ہے یہاں حمد ''رب العالمین'' کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

بنائے اپنی حکمت سے زمین و آسماں تو نے
دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشاں تو نے
تری صنعت کے سانچے میں ڈھلا ہے پیکرِ ہستی
سمویا اپنے ہاتھوں سے مزاج جسم و جاں تو نے(5)

غلام نبی مہجور کی رباعیات اور غزلیات کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ خدا کا شکر 'حمد و ثنا 'تقدیر و قسمت اور مسلمانانِ برصغیر کی حالتِ زار مہجور کی شاعری کے اہم موضوعات ہیں۔

جہاں میں خواجگی اور بندگی تقسیمِ فطرت ہے
عطائے بے سبب پر شکر رحماں کر رہا ہوں میں
کوئی حاسد نہ مانے خواجگی میری تو نہ مانے

عدو کو صورتِ سیماب لرزاں کر رہا ہوں میں(۶)

کلامِ اقبال میں بھی حمد نگاری ایک نمایاں موضوع ہے۔ اقبال اپنے صوفیانہ انداز بیان پر بہت نازاں ہیں۔ عشق الٰہی اور حکمت کے امتزاج نے اقبال کے اشعار میں وہ معجزہ بیانی اور مضمون آفرینی پیدا کی جو اردو ادب میں کسی اور شاعر کے ہاں کمیاب ہے۔ ان کے اندازِ بیان میں بے انتہا لطافت اور رنگینی پائی جاتی ہے۔ غزل کی ہیئت میں لکھی گئی تصوف سے بھرپور ایک مناجات کے چند اشعار ہوں:

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں
تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں
نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں(۷)

صادقؔ حسین نظم اور غزل کے شاعر ہیں۔ نظم پر اقبال کے اثرات ہیں اور غزل میں روایت کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان کی شاعری میں قرآن مجید کے منظوم تراجم بھی موجود ہیں۔ انہیں اسلام سے سچی محبت ہے۔ اس محبت کا اظہار وہ خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا سے کرتے ہیں۔ وہ قرآن پاک کا ترجمہ کرتے ہوئے عام فہم اور سادہ زبان استعمال کرتے ہیں۔ ان کا اسلوب اتنا اچھا ہے کہ وہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سورت فاتحہ کی کچھ آیات کا منظوم ترجمہ ملاحظہ ہو:

خداوندِ جہاں تیرے لئے تعریف ہے ساری
کہ ہے لطف و کرم تیرا ہر انس و جان پر جاری
تو ہی ہے مالک و مختارِ کل روزِ قیامت کا
ہر اک ہم میں سے دم بھرتا ہے تیری ہی عبادت کا(۸)

عارف میرٹھی کی شاعری میں کوئی جدت نہیں بلکہ روایتی رنگ کی شاعری ہے۔ عشق و جنون، عشقِ حقیقی اور تقدیر عارف کی شاعری کے اہم موضوعات ہیں۔ مزید برآں ان کی شاعری میں حمدیہ عناصر تمام اصنافِ سخن ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

نورِ عرفاں جو میرے چشم کو بینا کر دے
ذرہ ذرہ سے عیاں طور کا جلوہ کر دے
تو اگر چشمِ عنایت کا اشارہ کر دے

کاہ کو کوہ کرے' قطرہ کو دریا کر دے(۹)

محمد عباس اثرؔ کا اصل نام محمد عباس اور اثرؔ تخلص کرتے تھے۔ اثرؔ نے سیالکوٹ میں بزمِ افکار کا احیا کیا اور اس بزم کے صدر بنے۔ اثر سیالکوٹ میں حلقہ اربابِ ذوق کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ آپ حمد، نعت 'غزل' نظم اور قطعات لکھتے تھے۔ اثر روایتی شاعر ہیں لیکن ان کی شاعری مذہب اسلام اور توحید و رسالت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

جب نہیں تھے بحر و بر' انجم زمین و آسماں
تھا فقط حسنِ ازل یعنی خدا کی ذات تھی
کائنات حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی
اور جب سمٹی محمدؐ مصطفٰے کی ذات تھی(10)

خدائے بزرگ و برتر کی تعریف و توصیف کرنا ایک مومن کے ایمان کا لازمی جز ہے۔ اثرؔ صہبائی بھی اپنی شاعری میں ایک سچے مومن کی طرح حمد و ثنا کرتے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالی کی حمد میں ان کی نغمہ سرائی کے حوالے سے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

کعبہ و دیر میں عبث ہم تھے ڈھونڈتے رہے
تو ہی کلی کلی میں ہے تو ہی چمن چمن میں ہے
رنگ میرے خیال کا' فیض تیرے جمال کا
کیف تیرے وصال کا میری مئے سخن میں ہے (۱۱)

وجود مطلق یا ہستی خدا صوفیانہ شاعری میں زیرِ بحث رہا ہے۔ اسی طرح مسئلہ جبر و قدر بھی شروع سے انسانی خیالات کا موضوع رہا ہے۔ یہ مسائل نہایت اہم اور پیچیدہ ہیں اور قوم کے مفکر ان کے متعلق اپنے اپنے نظریات رکھتے ہیں۔ فلاسفر اور صوفی تو کیا ایک عام انسان بھی ان مسائل کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اثرؔ صہبائی نے بھی ان مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

تیری ہستی کا کچھ یقیں بھی نہیں
میرے لب پر مگر 'نہیں' بھی نہیں
دیکھتا ہوں تو ہر جگہ موجود
سوچتا ہوں تو پھر کہیں بھی نہیں(۱۲)

فاخر ہریانوی کے کلام میں بھی حمدیہ لہجے کا احساس ہوتا ہے۔ اس حوالے سے احمد ندیم قاسمی کہتے ہیں:

فاخر ہریانوی کے ہاں رومانویت کے علاوہ اگر اور کوئی جھلک ہے تو وہ اخلاقیات کی ہے۔
شاید اس کا سبب یہ ہے کہ وہ ایک معلم تھے۔(۱۳)

فاخرؔ کے ہاں حمدیہ لہجہ جگہ جگہ نمایاں ہوتا نظر آتا ہے۔ اس حوالے سے ان کی نظم 'خدا' کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اس کے حکم سے بہت ہے چاندی آبشاروں میں
ہمیں فطرت لیے بیٹھے ہے بر بط کہساروں میں
انھی کے حکم سے دن رات گردش ہے بگولوں میں
چراغاں کر رہے ہیں کرمک شبِ تاب پھولوں میں(۱۴)

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے دربار میں سر بسجود ہونا ہر مومن کی صفات میں شامل ہے۔ مجید تاثیر سچے اور کھرے مسلمان ہیں۔ وہ اپنی شاعری میں جابجا خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنے لیے اور انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے التجائیں اور دعائیں کرتے بھی نظر آتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

دل اور دماغ کو منور کر دے
خوشبوئے جمال سے معطر کر دے
باغوں کو نئی بہار دینے والے!
ہر خار حیات کو گل تر کر دے(۱۵)

طفیل ہوشیارپوری کے ہاں عشقِ مجازی سے عشقِ حقیقی کی طرف بڑھنے کا رویہ نمایاں نظر آتا ہے۔ محبوب حقیقی سے لو لگانے کے بعد ان کو تمام دنیا کی محبتیں ہیچ نظر آتی ہیں۔

نگاہیں ہوں تو پھر قید مکاں و لا مکاں کیسی
بصیرت ہو تو پھر جلوے بھی آسانی سے ملتے ہیں
بندہ نواز تجھ کو سمجھ کر طفیل آج
شعروں میں اپنا حال فقیرانہ کہہ گیا (۱۶)

طفیل کی شاعری میں تصوف اور عشقِ الٰہی کے مضامین کا بیان بھی بکثرت ملتا ہے۔

اب نہیں دل میں تمنا کا نشاں تک باقی
آئینہ عکس رخِ یار تک آ پہنچا ہے
دل کے آئینے میں آئے تو نظر آئے طفیلؔ
وہ ہے بے مثل بھلا کیسے مثالوں میں ملے(۱۷)

ساغر جعفری بھی حمد گو شاعروں میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے جامِ مودّت میں متعدد قطعات لکھے ہیں۔ جو مذہبی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ان کے اکثر قطعات اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف پر مشتمل ہیں۔ ساغر کے نزدیک خدا کی عظمت و کبریائی اور شان و شوکت کو قلم بند کرنا انسانی عقل و شعور سے ماورا ہے۔ ان کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

ہر غنچہ نورس میں چٹک تیری ہے
ہر پھول کی پتی میں مہک تیری ہے
اے گلشن ہستی کو سجانے والے
ہر قلب کی دھڑکن میں کسک تیری ہے(۱۸)

ساغر ایک پختہ گو شاعر تھے اور ان کی فنی پختگی ان کے کلام میں واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر انور سدید ان کے اسلوب بیان کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں:

> پختگیء کلام اور گہرائی فکر کے ساتھ ساتھ زندگی کے حقائق، عروس فطرت کے جلوے اور متنوع مضامین و مشاہدات کو سادگی و بیان کی صفائی سے عمدہ پیرائے میں پیش کیا گیا ہے۔(۱۹)

طاہر شادانی نے اپنے شعری مجموعے "شعلہ نمناک" کا آغاز حمدوں سے کیا ہے۔ لیکن شادانی کی یہ حمدیں صرف روایت کا تتبع نہیں ہیں۔ حمد و نعت کی طرف ان کا ذہنی میلان ابتدا سے تھا۔ شادانی کی شاعری پر اقبال کے اثرات واضح طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ ان کی حمدوں میں دعا کا وہی انداز ہے جو اقبال کے ہاں ہے۔ اقبال نے اپنی نظم دعا میں اللہ تعالیٰ سے نیک انسان بننے کی دعا مانگی ہے۔

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

شادانی کے اکثر حمدیہ اشعار میں مذکورہ بالا نظم 'دعا' کی گونج سنائی دیتی ہے۔ اشعار ملاحظہ ہوں:

حمایت کر سکیں مظلوم کی یا رب وہ جرات دے
ہلا دیں ظلم کی بنیاد بازو میں وہ طاقت دے
سہارا بن سکیں ہم بے نواؤں بے سہاروں کا
دلوں میں درد ہو احساس ہو آفت کے ماروں کا(۲۰)

شادانی کی حمدوں میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار بھی ملتا ہے۔ عقیدہ توحید وہ عقیدہ ہے جو اسلام کو دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتا ہے۔ ان کی حمد میں شکر کا موضوع بھی ملتا ہے۔ البتہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کی ذات کا جمالی پہلو زیادہ نمایاں ہے۔ انھیں کائنات میں ہر طرف اللہ ہی کی جلوے نظر آتے ہیں۔ شادانی کی حمدوں میں مناجات کا موضوع بھی ملتا ہے۔ وہ پر آشوب دور میں صرف اللہ کی پناہ

کا سہارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ تمام مصائب و آفات میں اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ خطہ ءسیالکوٹ میں سلیم واحد سلیم بھی ایک اہم حمد گو شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں عشقِ مجازی کے ساتھ عشقِ حقیقی کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں۔

ایک ہی حسن حقیقت ہے یہاں ہو یا وہاں
عالمِ ہستی میں بھی کون مکاں سے دور بھی(۲۱)

حفیظ صدیقی کی شاعری میں بھی حمدیہ کلام کے وافر نمونے ملتے ہیں۔ ان کے کم و بیش تمام مجموعہ ہائے کلام کا آغاز حمد سے ہوتا ہے۔ 'لایزال' کے نام سے ان کا ایک حمدیہ مجموعہ بھی ہے۔ ہیئت کے حوالے سے اس مجموعے میں تنوع پایا جاتا ہے۔ حمدیہ فرد، حمدیہ غزل اور حمدیہ نظم کی صورتوں میں حفیظ نے خدا کی عظمت اور بڑائی کو بیان کیا ہے۔ ان کو بھرپور احساس ہے کہ کائنات کی ہر شے خدا ہی کی ہے۔

اے خالق ! اے مالک میرے
کیا کہنے تیری قدرت کے
دنیا کی ہر شے تیری ہے
جو کچھ بھی ہے تیرا ہی ہے(۲۲)

اسلم ملک نے حمد، نعت، غزل، نظم اور ہائیکو جیسی اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کا شعری مجموعہ 'خواب اور خوشبو' شائع ہو چکا ہے۔ تصوف اور عشقِ حقیقی ان کی شاعری کا ایک بڑا موضوع ہے۔ ان کے نزدیک صرف خدائے رحیم و کریم، تعظیم، عظمت اور تمہید و ستائش کا حقدار ہے۔ لالہ و گل میں اس کی خوشبو ہے۔ سورج چاند ستاروں کی روشنی بھی اسی سے ہے کیونکہ وہ نور اور نور کا منبع ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

لالہ و گل میں جو خوشبو ہے فقط تیری ہے
چاند ستاروں کی چمک میں بھی ہے فیضاں تیرا
گیت تیرے ہی سناتے ہیں پرندے سارے
بزمِ قیمتی کا ہر اک فرد ہے ثنا خواں تیرا(۲۳)

اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا خالق و مالک ہے۔ یہ ساری خلقت اس کا کنبہ ہے۔ وہ ساری مخلوقات کا پروردگار ہے۔ عرش و فرش اس کے جلال سے بھرپور اور معمور ہے۔ وہ بنی نوع انسان کے ہر درد کا درماں اور ہر مشکل میں عقدہ کشا ہے۔ اسلم ملک اپنی ایک حمدیہ نظم میں انھی خیالات کا اظہار اس طرح سے کرتے ہیں۔

تو خالق و مالک ارض و سما
سبحان اللہ ، سبحان اللہ
خلقت ساری ہے کنبہ ترا

سبحان اللہ ، سبحان اللہ (۲۴)

حوالہ جات

۱- مولوی فیروز الدین ڈسکوی، پیارے نبیؐ کے پیارے حالات، (جلد اول)، مفید عام پریس, سیالکوٹ، ۱۳۱۸ھ، ص:۲

۲۔ ایضاً، ص:۱۰

۳۔ شجر طہرانی، جہاں گرد، مکتبہ بزمِ افکار، سیالکوٹ، ۱۹۶۳ء، ص:۳۱

۴۔ شجر طہرانی، زبانِ فطرت،، مقبول عام پریس, لاہور، ۱۹۲۹ء، ص:۵۰

۵۔ ظفر علی خان، کلیاتِ ظفر علی خان (بہارستاں)، الفیصل ناشران, لاہور، ۲۰۰۷ء، ص:۳

۶۔ ڈاکٹر سلطان محمود حسین، تاریخ پسرور، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۱، ص:۲۷۷

۷-ڈاکٹر محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص:۲۰۱

۸۔ صادق حسین، برگِ سبز، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص:۷

۹۔ الابصار، خصوصی اشاعت دوم، گورنمنٹ ڈگری کالج، ڈسکہ، ۲۰۰۳ء، ص:۲۹۱

۱۰۔ ایضاً، ص:۲۹۰

۱۱۔ اثر صہبائی، خمستاں،، آزاد بک ڈپو، سیالکوٹ ۱۹۳۳ء، ص:۱۷۰

۱۲۔ اثر صہبائی، جامِ طہور، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، س-ن، ص:۳۵

۱۳۔ مکتوب احمد ندیم قاسمی بنام حفیظ صدیقی، بمقام لاہور، ۱۰۔ فروری ۱۹۸۶ء

۱۴۔ فاخر ہریانوی، موجِ صبا، ص:۱۲۸

۱۵۔ مجید احمد تاثیر، رباعیات تاثیر، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص:۳۴

۱۶۔ طفیل ہوشیار پوری، شعلہ جام پر ایک نظر، مشمولہ 'شعلہ جام' از طفیل ہوشیار پوری، احسان اکیڈمی لاہور، ۱۹۷۸ء، ص:۷۳

۱۷۔ ایضاً، ص:۶۷

۱۸۔ ساغر جعفری، دائرے، اُردو ادب اکیڈمی، سیالکوٹ، ۱۹۹۶ء، ص:۱۵

۱۹۔ ڈاکٹر انور سدید، شمع و محراب، مشمولہ دائرے، ص:۱۰

۲۰۔ طاہر شادانی، شعلہ نمناک، ایوانِ ادب، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص:۳۰

۲۱۔ سلیم واحد سلیم، مشمولہ ہمایوں، ستمبر ۱۹۴۹ء، ص:۳۷

۲۲۔ حفیظ صدیقی، لامثال، صدیقی پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص:۲۵

۲۳۔ اسلم ملک، خواب اور خوشبو، ص:۳۵

۲۴۔ ایضاً، ص:۳۸

References in Roman Script:

1- Maulvi Ferozeuddin Diskvi,Pyaray Nabi kay Piyaray Halat, (Jild Awwal), Mufid General Press, Sialkot, 1318 AH, p: 2

2. Ibid, p: 10

3. Shajar Tehrani, Jehan Gard, Maktaba Buzm-e- Afkar, Sialkot, 1963, p. 31

4. Shajar Tehrani, Zaban-e Fitrat, Maqbool Aam Press, Lahore, 1929, p.50

5. Zafar Ali Khan, Kaliyat-e-Zafar Ali Khan (Baharastan), Al-Faisal Publishers, Lahore, 2007, p.3.

6. Dr. Sultan Mahmood Hussain, Tarikh-e-Pasrur, Milestone Publications, Lahore, 1981, p: 277

7- Dr. Muhammad Iqbal, Kuliat-e-Iqbal, Iqbal Academy Pakistan, Lahore, 2001, p: 201

8. Sadiq Hussain, Barg-e-Sabz, Lahore, 1977, p.7

9. Al-Absar,Khasosi Ishat-e-Dowwom, Government Degree College, Diska, 2003, p.291

10. Also, p: 290

11. Asar Sahbai, Khumstan, Azad Book Depot, Sialkot, 1933, p: 170

12. Asar Sahbai, Jam-e-Tahoor, Taj Company Limited, Lahore, S-N, p: 35

13. Maktoob Ahmad Nadeem Qasmi Banaam Hafeez Siddiqui, Lahore, 10 February, 1986.

14. Fakhir Haryanvi, Moj-e-Saba, p:128

15. Majeed Ahmad Taseer, Rubaiyat-e-Taseer, Al-Waqar Publications, Lahore, 2000,p. 34

16. Tufail Hoshyiar Puri,Shola Jam par Aik Nazar,Mashmola 'Shola Jam' az Tufail Hoshyiar Puri, Ihsan Academy Lahore, 1978, p: 73

17. Ibid, p: 67

18. Sagar Jafri, Dayre, Urdu Adab Academy, Sialkot, 1996, p. 15

19. Dr. Anwar Sadeed, Shama-o-Mehrab, Mushmola Dairay, p. 10

20. Tahir Shadani, Shola Namak Nak, Awan-e-Adab, Lahore, 2000, p: 30

21. Saleem Wahid Saleem, Mashmola, Humayun, September 1949, p: 37

22. Hafeez Siddiqui,Almisal, Siddiqui Publications, Lahore, 1995, p: 25

23. Aslam Malik,Khawab aur Khoshbo, p: 35

24. Ibid, p:38